ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ الانفال

آیات : ۱۷ ــــ ۱۹

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَآءً حَسَنًا اِنَّ
اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ ذٰلِکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ ○
اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ وَاِنْ تَنْتَھُوْا فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ
وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ شَیْئًا وَّلَوْ
کَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○

’’(تو اے مسلمانو!) اُن کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا۔ اور (اے نبیؐ!) جب آپ نے اُن پر خاک پھینکی تھی تو آپ نے نہیں پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی، اور یہ اس لیے تاکہ وہ مومنوں کو اپنی جانب سے شاندار کامیابی عطا فرماتے، یقیناً اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ یہ تو ہے ہی اور (جان لو کہ) اللہ کافروں کی تمام چالوں کو ناکارہ بنا کر رکھ دے گا۔ (اور اے کافرو!) اگر تم واقعۃً فیصلہ چاہتے ہو تو فیصلہ تو تمہارے سامنے آ ہی گیا ہے۔ اور اگر تم باز آ جاؤ تو اسی میں تمہاری بہتری ہے۔ اور اگر تم نے دوبارہ یہی کچھ کیا تو ہم بھی پھر یہی کریں گے۔ اور تمہارا جتھا خواہ کتنا ہی بڑا ہو، تمہارے کچھ کام نہ آ سکے گا اور (خوب جان رکھو کہ) اللہ اہلِ ایمان کے ساتھ ہے!‘‘

ان آیات میں شہنشاہِ ارض و سماوات نے غزوۂ بدر کے فاتح و مفتوح اور غالب و مغلوب دونوں فریقوں سے خطاب فرمایا ہے ـــــ اہلِ ایمان سے فرمایا گیا کہ جو شاندار کامیابی تمہیں حاصل ہوئی

ہے اس پر کسی فخر و غرور میں مبتلا مت ہو جانا ـــــ تمہاری سرفروشیاں اور جانفشانیاں اپنی جگہ ـ لیکن اصلاً یہ جنگ تم نے نہیں اللہ نے جیتی ہے۔ اس لیے کہ اس میں اصل فیصلہ کن دخل اس نصرتِ الٰہی اور تائیدِ غیبی کو حاصل ہے جس کا ذکر اس سے قبل آیات ۹ تا ۱۳ میں ہو چکا ہے۔ یعنی قلبی اطمینان جس سے سکون بخش نیند یا غنودگی میسر آئی، بارانِ رحمت کا نزول جس سے جسمانی طہارت کا حصول بھی ممکن ہوا اور اس کے نتیجے کے طور پر وساوسِ شیطانی سے بھی نجات ملی اور ساتھ ہی ریت بھی جم گئی اور اس کے نتیجے میں قدم دھنسنے کے بجائے جمنے کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور سب سے بڑھ کر فرشتوں کی غیر مرئی کمک۔ حاصل یہ کہ اے مسلمانو! بظاہر تو کفارِ مکہ کے ستر سورماؤں کو تم نے قتل کیا لیکن درحقیقت تم نے نہیں ہم نے قتل کیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ بات جنگ کی مجموعی صورتِ حال سے بھی بالکل ظاہر ہے کہ کہاں تین سو تیرہ بے سروسامان لوگ اور کہاں ایک ہزار غرقِ آہن شہسوار لیکن بعض متعین واقعات سے تو اس کا صد فی صد درست ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ مثلاً ابوجہل کے قتل کا واقعہ مادی سلسلۂ اسباب و علل کے اعتبار سے کسی حساب کتاب میں نہیں آتا۔ وہ لشکرِ کفار کے اہم ترین سرداروں میں سے تھا اور کیسے ممکن ہے کہ اس کے آس پاس حفاظتی دستہ نہ ہو لیکن حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عین دورانِ جنگ دو انصاری نوجوانوں حضرت معاذؓ اور حضرت معوذؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ "چچا! ہم نے سنا ہے کہ مکہ کا ایک سردار ابوجہل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذائیں پہنچاتا تھا، ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ کہاں ہے؟" اس پر میں نے انہیں اشارے سے بتایا کہ وہ جو عین قلبِ لشکرِ کفار میں لوگوں کے جمگھٹے میں کھڑا ہے وہی ابوجہل ہے۔ اس پر وہ دونوں تیر کی طرح جھپٹے اور میں کہتا ہی رہ گیا کہ بھتیجو! ٹھہرو، میں بھی تمہارا ساتھ دیتا ہوں لیکن وہ فوراً آنکھوں سے اوجھل ہو گئے اور انہوں نے لشکرِ کفار کے عین قلب میں گھس کر ابوجہل کو مار گرایا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ عام انسانی دائرے سے باہر کی بات ہے اور حقیقتاً یہ اللہ کی قدرتِ خصوصی کا ظہور تھا، اگرچہ اس کا سہرا اللہ نے ان دونوں جوانوں کے سر باندھ دیا: ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ـ

اہلِ ایمان سے عمومی خطاب کے بعد ایک خصوصی خطاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوا کہ اے نبیؐ! جو مٹھی بھر خاک اور کنکر آپؐ نے لشکرِ کفار کی جانب پھینکے تھے، وہ آپؐ نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکے تھے۔ واقعہ یوں ہوا کہ جب ابتدائی مبارزت طلبیوں کے بعد عام مقابلے کا وقت

آیا اور لشکرِ کفار نے مسلمانوں کی جانب عمومی پیش قدمی شروع کی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مُٹھی میں خاک اور کنکریاں لے کر انہیں کفار کے لشکر کی طرف پھینکا اور فرمایا "شَاھَتِ الْوُجُوْہ!" (چہرے برباد ہو جائیں) اور اسے اللہ تعالیٰ نے واقعۃً کفار کے حق میں ایک تیز و تُند آندھی سے بڑھ کر تکلیف دِہ بنا دیا۔ گویا یہ واقعہ بھی اللہ کی قدرتِ خصوصی ہی کا مظہر تھا۔

الغرض عام اہلِ ایمان کا تلواروں اور تیروں سے کام لینا ہو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹھی بھر خاک پھینکنا ان ظاہری صورتوں کے پردے میں مستور اصل فیصلہ کن طاقت و قدرت اللہ ہی کی تھی۔ یہ بات یوں تو ہر آن اور ہر حال ہی میں درست اور مبنی بر حقیقت ہوتی ہے، کہیں نسبتاً خفی اور کہیں مقابلۃً جلی کہ ع "ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ!" ــــــ لیکن غزوۂ بدر میں تو یہ صورت اظہر من الشمس تھی، اس لیے اس مقام پر اسے اس قدر واضح اور دو ٹوک الفاظ میں بیان فرمایا۔ اور اس سے اصل غرض تو جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے مسلمانوں کو فخر و غرور سے بچنے کی تلقین ہے لیکن ربطِ کلام اور فصاحت و بلاغتِ قرآنی کے اعتبار سے یہ بات نگاہوں سے اوجھل نہ رہے کہ اس کا ایک تعلق مالِ غنیمت کے متنازعہ مسئلے سے بھی ہے۔ گویا یہ دلیل ہے اس بات کی جو بالکل آغازِ سورت میں بیان کی گئی تھی کہ انفال و غنائم کُل کے کُل اللہ اور اس کے رسولؐ کا حق ہیں، اس لیے کہ یہ جنگ تم نے نہیں جیتی، اللہ نے جیتی ہے!!

رہا یہ سوال کہ جب سب کچھ اللہ کے کیے ہی سے ہوا تو پھر مسلمانوں سے یہ شمشیر زنی اور تیر اندازی کیوں کرائی گئی تو اس کا حد درجہ معجز نما جواب عطا فرما دیا گیا کہ یہ اس لیے کہ اللہ چاہتا تھا کہ اہلِ ایمان کو ایک امتحان اور آزمائش میں مبتلا بھی کرے اور انہیں اس میں شاندار کامیابی عطا فرما کر اپنے انعام و احسان کا اتمام بھی فرمائے اور اس طرح ان کے ایمان و عمل کو مزید نکھارے اور جلا بخشے ــــــ اور آئندہ کے لیے اُن کے اس اعتماد اور یقین میں بھی مزید اضافہ فرمائے کہ اللہ کافروں کی تمام کوششوں کو ناکام فرما دے گا اور ان کے تمام داؤ بے کار کر کے رکھ دے گا۔

اس کے بعد خطاب کا رُخ کفار کی جانب پھرتا ہے کہ اے کفارِ قریش! اگر تم واقعی اللہ سے فیصلہ کے طالب تھے تو اللہ کا فیصلہ تمہارے سامنے آچکا ہے۔ اب بھی موقع ہے کہ تم باز آجاؤ اور ہمارے رسولؐ کی مخالفت ترک کر کے ایمان کی پناہ گاہ میں داخل ہو جاؤ لیکن، اگر تم باز نہ آئے اور اپنی پرانی رَوِش پر قائم رہے تو ہم بھی دوبارہ یہی کچھ کریں گے۔ اور جس طرح بدر میں تمہاری کثرت

تعداد اور اسلحہ وسازوسامان کی بہتات تمہارے کچھ کام نہیں آئی اسی طرح آئندہ بھی تمہارا جتھہ خواہ وہ کتنا ہی بڑا ہو، اہلِ ایمان پر فتح حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس لیے کہ اللہ کی نصرت وتائید اُن کے ساتھ ہے اور وہ بنفسِ نفیس ان کا پشت پناہ ہے۔

اس خطاب کا ایک خاص پس منظر ہے جسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ جیسا کہ ہر زمانے اور ہر معاشرے میں ہوتا ہے، قریشِ مکہ کے اکثر وبیشتر سردار خوب جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں اور ان کی مخالفت کا اصل سبب صرف اپنی سرداریوں اور چودھراہٹوں اور اپنے مفادات یعنی VESTED INTERESTS کا تحفظ تھا۔ لیکن عوام کالانعام کو وہ طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے ورغلاتے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے خلاف مشتعل کرتے تھے۔ چنانچہ کبھی وہ ان کی جاہلی عصبیتوں کو بھڑکاتے تھے اور آباء واجداد کے دین اور اسلاف کی روایات کی دہائی دیتے تھے۔ کبھی خود ان کے مالی مفادات کا واسطہ دیتے تھے چنانچہ بدر کی فوج کشی کے لیے فوری سبب اس تجارتی قافلے کے لُوٹے جانے کے مفروضہ خطرے کو قرار دیا گیا تھا جس میں مکے کے ہر گھر کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ مزید برآں یہ لیڈر لوگ اپنے عوام کو مختلف طریقوں سے اپنی نیک نیتی کا یقین بھی دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ بدر کے لیے روانگی سے پہلے ابوجہل اور اس کے کچھ حواری حاضر ہوئے اور انہوں نے غلافِ کعبہ کو پکڑ کر دعا کی: اَللّٰھُمَّ انْصُرْ اَعْلَی الْجُنْدَیْنِ وَاَکْرَمَ الْفِئَتَیْنِ وَخَیْرَ الْقَبِیْلَتَیْنِ۔ (یعنی اے اللہ دونوں لشکروں میں سے جو بہتر ہو اور حق پر ہو اُس کی مدد فرما!) درحقیقت یہ ایک نفسیاتی حربہ تھا اپنے عوام کو یہ باور کرانے کے لیے کہ ہم پورے خلوص واخلاص کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور محمدؐ اور ان کے ساتھی باطل پر ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم) ابوجہل نے یہ حربہ عین میدانِ بدر میں بھی استعمال کیا اور علی الاعلان پکار کر دعا کی کہ: "اَللّٰھُمَّ مَنْ اَقْطَعُنَا لِلرَّحِمِ فَاَحِنْہُ الْغَدَاۃَ!"

(یعنی اے اللہ فریقین میں سے جو زیادہ قطع رحمی کا مرتکب ہوا ہو اسے تو کل کچل ڈالیو!)

اُدھر چونکہ ان سرداروں نے جنگ کی بھرپور تیاری کی تھی اور پوری آن بان اور سازوسامان کے ساتھ کیل کانٹے سے لیس ہو کر نکلے تھے اور بظاہر احوال ہر اعتبار سے انہیں اپنی فتح کا یقین کامل حاصل تھا لہٰذا انہوں نے اس نفسیاتی جنگ یعنی PSYCHOLOGICAL WARFARE کو بھی نقطۂ عروج یعنی CLIMAX پر پہنچا دیا تھا، بایں طور کہ ڈھنڈورہ پیٹ دیا تھا کہ بدر کا دن

"یوم الفرقان" ہوگا اور ثابت ہو جائے گا کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔ اس لیے کہ جو جیتے گا معلوم ہو جائے گا کہ اللہ اسی کے ساتھ ہے اور اُس کا موقف مبنی برحق ہے ــــــ یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ چال خود اُن ہی پر الٹ دی اور یوم بدر کو واقعۃً یوم الفرقان بنا دیا۔ آیت زیرِ درس میں گویا قریش کے عوام کو مخاطب کر کے انہیں اپنے لیڈروں کے پیدا کردہ مغالطوں کے جال سے نکلنے کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ اگر تم واقعۃً یہی سمجھتے تھے کہ یہ جنگ طے کرے گی کہ اللہ کس کے ساتھ ہے اور کون حق پر ہے تو وہ فیصلہ تو بالکل غیر مبہم انداز میں تمہارے سامنے آ گیا ہے۔ لہٰذا اب تمہیں چاہیے کہ اپنی رَوِش پر نظرِ ثانی کرو، اور "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" کی مخالفت سے باز آ جاؤ۔ ساتھ ہی شدید وعید بھی سنا دی گئی کہ اگر تم باز نہ آئے تو خوب جان رکھو کہ اللہ اہلِ ایمان کے ساتھ ہے ــــــ یعنی تمہارا مقابلہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے جاں نثار اہلِ ایمان کے ساتھ نہیں بلکہ خود اللہ کے ساتھ ہے ــــــ اور ظاہر ہے جہاں مقابلہ اللہ سے ہو وہاں نہ تعداد کی کثرت کام آسکتی ہے نہ ساز و سامان اور اسلحہ وغیرہ کی بہتات!! تم اسی طرح شکست پر شکست کھاتے چلے جاؤ گے تا آنکہ بفحوائے الفاظِ قرآنی "كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ" اللہ کے دین کا بول بالا ہو کر رہے گا اور "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" کامیاب و کامران ہوں گے۔ جیسا کہ فی الواقع چند ہی سال کے اندر اندر ہو بھی گیا۔!!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

بقیہ: بیع مؤجل کی شرعی حیثیت

اور بیع العینہ کا معاملہ دو الگ الگ معاملے ہیں۔ ایک کے جواز و عدم جواز سے دوسرے کا جواز و عدم جواز ثابت کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر مضمون نگار کا یہ اصرار ہے کہ دو معاملے ہر لحاظ سے ایک ہیں تو پھر جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا احادیث نبویہ کی بناء پر جمہور فقہاء، جن میں امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ بھی شامل ہیں، کا بیع العینہ کے متعلق یہ موقف ہے کہ یہ ناجائز یعنی حرام یا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا اس سے بیع الموجل کا زیر بحث معاملہ ناجائز قرار پاتا ہے۔

آخر میں آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ قارئین حکمت قرآن کی خیر خواہی کی خاطر آپ اس مضمون نگار سے مطالبہ اور تقاضا کریں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث یا کسی صحابیؓ کا کوئی اثر پیش کرے جس میں زیر بحث بیع الموجل اور بیع العینہ کے جواز کا بیان ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی ایسی حدیث نبویؐ یا ایسا کوئی اثر صحابیؓ میرے سامنے آجائے تو میں اپنی رائے سے رجوع کے ساتھ اپنی جہالت کا اعلان کر دوں گا۔ والسلام احقر محمد طاسین عفی عنہ